مسرت لغاری کی مزاح نگاری

ڈاکٹر الطاف یوسف زئی

Dr. Altaf Yousafzai

Assistant Professor, Department of Urdu,
Hazara University, Mansehra.

ڈاکٹر نذر عابد

Dr. Nazar Abid

Assistant Professor, Department of Urdu,
Hazara University, Mansehra.

Abstract:

Musarat Laghari is versatile writer of Urdu Literature. She is one of the famous writers of satire and humours of the present age. in her creative works, She use different stylistic techniques to facinate her readers. This article analyses critically the techniques of Musarat Laghari`s creative works so as to understand the essence of her thoughts.

عمدہ درجے کی ظرافت وہ ہے جو تبسم زیرِ لب سے پیدا ہو، مزاح اگر ہنسنے، ہنسانے کا ذریعہ ہے تو طنز کے پس منظر میں اصلاحی مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ مزاح بے ضرر ہوتا ہے جبکہ طنز میں کاٹ ہوتی ہے، ایک ڈنک چھپا ہوتا ہے جو چبھتا ہے۔ اس کاٹ اور نشتریت کو گوارا بنانے کی خاطر طنز میں مزاح کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ یہ ملاوٹ طنزیہ تحریروں میں ہلکی سی ترشی، تیکھا پن اور لذت پیدا کر دیتی ہے۔ مزاح کا بنیادی مقصد انسان کو فرحت وانبساط اور مسرت کے لمحات بہم پہنچانا ہے تاہم طنز ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے اپنے اندر اصلاح کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ اُردو ادب میں طنز ومزاح کی روایت بھی مسرتوں کی تلاش اور اصلاحی مقاصد کی تکمیل ہی کا ایک سلسلہ ہے جس کے نقوش افسانوی ادب، قدیم نظم وغزل سے لے کر جدید نظم ونثر، سفرناموں، انشائیوں اور مضامین تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اُردو ادب میں نثری سطح کے طنز ومزاح کا آغاز مغلیہ سلطنت کے دورِ زوال میں ہوا۔ مکاتیبِ غالب میں متانت کے ساتھ اعلیٰ معیار کا مزاح پیش کیا گیا۔ آگے چل کر اودھ پنچ نے اس روایت کو تقویت پہنچائی۔ بیسویں

صدی میں مزاحیہ اور طنزیہ نثر کی اس روایت کو اردو کے رجحان ساز نثر نگاروں فرحت اللہ بیگ، پطرس بخاری، رشید احمد صدیقی ، عظیم بیگ چغتائی، شوکت تھانوی، چراغ حسن حسرت، کرنل محمد خان، ابن انشا، شفیق الرحمن اور مشتاق یوسفی جیسے ادیبوں کے تخلیقی کارناموں نے بامِ عروج تک پہنچایا۔

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں اُردو نثر میں طنز و مزاح کی اس روایت کو چار چاند لگانے میں مسرت لغاری کی تخلیقی نثر کا نمایاں حصہ ہے۔ مسرت لغاری بنیادی طور پر ایک کثیر الجہت مصنفہ ہیں۔ وہ بیک وقت کالم نگاری، افسانہ نگاری اور شاعری کے ساتھ ساتھ وہ مزاح نگاری کے حوالے سے بھی قابلِ توجّہ کام کر چکی ہیں۔ وہ سماجی، معاشرتی، ثقافتی اور ادبی موضوعات کو ایسے طنزیہ و مزاحیہ پیرائے میں بیان کرتی ہیں جو قارئین کے لیے تفننِ طبع کا باعث بنتا ہے۔ وہ روزمرہ زندگی کے معمولات سے بہت عمدگی کے ساتھ موضوعات تراشتی ہیں۔ مزاح نگاری ایک کڑی آزمائش ہے۔ جب یہ مشکل کام پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے تب کہیں جا کر تبسم زیرِ لب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس مسکراہٹ سے قاری جو مسرت کشید کرتا ہے وہی حاصلِ مزاح ہے۔ لکھنے والے کو اس منزل کے حصول کے لیے کتنی تگ و دو کرنی پڑتی ہے اس کا اندازہ مشتاق احمد یوسفی کے قول سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

> ’’مکمل مزاح اپنے لہو کی آگ میں تپ کر نکھرنے کا نام ہے۔ لکڑی جل کر کوئلہ بن جاتی ہے اور کوئلہ آگ لیکن اگر کوئلے کی اندر کی آگ باہر کی آگ سے تیز ہو، تو پھر وہ راکھ بنتا، ہیرا بن جاتا ہے۔‘‘ (۱)

مسرت لغاری کے طنزیہ و مزاحیہ مضامین ان کی خوش فکری اور صحت مند شعور کے آئینہ دار ہیں۔ ان کا مزاح سنجیدگی کی سرزمین سے پھوٹتا ہے۔ ان کی ہنسی کے پس منظر میں دردمندی اور اصلاح کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔ دراصل وہ اپنے مخصوص اندازِ تحریر کے ذریعے مزاح کی آمیزش سے زندگی کے مسائل کو زیرِ قلم لاتی ہیں۔ وہ مزاح کو بطور آلہ استعمال کرتی ہیں اور معاشرتی مسائل کو طشت از بام کرتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہنسی کی آخری حد آنسو ہی ہوتے ہیں۔ مسرت لغاری کی تحریروں کے چند نمونوں سے ان کی طرزِ خاص کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ اپنے ایک مضمون ’’موت سے پہلے موت کے بعد‘‘ میں معاشرتی بے حسی کی فضا بندی زندہ انسانوں کے مردہ ضمیروں سے کرتی ہیں۔ رشتوں میں جب بے حسی در آتی ہے تو ناخلف اولاد اپنے باپ کی میت تک کو دو گھڑی اپنے گھر میں رکھوانے تک کی روادار نہیں ہوتی اس سماجی بے حسی پر مسرت لغاری کی طنزیہ کاٹ دیکھنے کے لائق ہے:

> وفات حسرت آیات ہسپتال میں واقع ہوئی، کسی اولاد نے اُن کی میت اپنے گھر نہ لانے دی۔ بچوں کی والدہ کچھ عرصہ پہلے اللہ کو پیاری ہو گئی تھی، لہٰذا گھر میں سب اولادوں من مرادوں نے کہا کہ میت کو گھر میں کیسے لے آئیں گند بہت پڑ جاتا ہے۔‘‘ (۲)

سماجی اقدار کی پائمالی کے ساتھ ساتھ مسرت لغاری نے سیاسی، گھریلو، ازدواجی اور ملازمین کے مسائل رسوم و رواج، شوہر حضرات کی کارستانیوں بلکہ خود اپنے ذاتی حالات و واقعات تک کو طنزیہ و مزاحیہ پیرائے میں صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ یہ موضوعاتی تنوع مسرت لغاری کی وسعت مطالعہ کا غماز بھی ہے اور ان کے موضوعاتی و فکری انجذاب کی دلیل بھی ہے۔ وہ اپنے سماج کی ایک ایسی بے رحم نقاد ہیں جو سماجی مسائل کو نہ صرف کھلی آنکھ سے دیکھتی ہیں بلکہ اُن کا حقیقت پسندانہ تجزیہ بھی کرتی ہیں تاہم ایسا کرتے ہوئے اصلاحی مقصد ہمیشہ اُن کے پیشِ نظر رہتا ہے۔

اسی طرح مسرت لغاری اپنے کے ایک مضمون میں مردوں کی نفسیات پر گہرا طنز کرتی ہیں۔ اس مضمون میں ایک ناٹے سے قد اور واجبی شکل وصورت کے مالک عمر رسیدہ شوہر کی خودستائی کا قصہ مضحکہ خیزی کی تمام تر خشر سامانیوں کے ساتھ قاری کی آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہو جاتا ہے:

''ہائے ہائے بیگم وہ بھی کیا دن تھے؟ لڑکیاں بالیاں چھتوں سے
جھانکتے جھانکتے سرخ رومال پھینکنے کی بجائے سُرخ پوٹلی کی طرح
پھڑ پھڑاتی ہوئی بجائے خود تلے گلی میں آ لگتی تھیں۔'' (۳)

اپنی ذات کو طنز و مزاح کا نشانہ بنانا خاصا مشکل کام ہوتا ہے۔ مسرت لغاری کا پسندیدہ موضوع ہے۔ وہ اپنے حالات و واقعات کی پردہ کشائی کرتے ہوئے انتہائی کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ شوہر کے ساتھ نوک جھونک اور بیٹے سے متعلق حاضر جوابیاں ان کی ذاتی زندگی پر روشنی ڈالتی ہیں۔ گویا ان کی تحریریں آپ بیتی اور جگ بیتی کا حسین امتزاج ہیں، جنہیں انہوں نے افسانوی انداز سے طنز و مزاح کے پیرائے میں قلم بند کیا ہے۔ مسرت لغاری نے اپنی مزاحیہ تصنیف ''عقل داڑھ'' کے دیباچے اور اکثر مضامین میں جس طرح اپنی عقل مندی اور شوہر کی کم عقلی کا تذکرہ ایسے کھلے ڈلے انداز میں کیا ہے جس سے ان کے گھریلو حالات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے جو قاری کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرنے لگتی ہے:

''خدا جانے تقدیر لکھنے کی کیا جلدی تھی کہ ہم دونوں کی بیماری
ہی بدل دی، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چھالا ان کی زبان پر پڑتا،
کان ہمارے بند ہوتے، بالکل اس طرح عقل ان کے مقابلے
میں ہماری زیادہ ہے عقل داڑھ ہم نکلوا آتے یا کم از کم تھوڑا
ہی کروا لاتے تاکہ فرفر گزارا ہوتا، لیکن افسوس کہ عقل بھی اُن
میں نہ تھی۔ عقل داڑھ بھی وہ نکلوا آئے بلکہ پھینکوا آئے، زیادہ
سے زیادہ عقل دو ماشے ہوگی اب باقی کہاں بچی ہوگی۔'' (۴)

اسی طرح مسرت لغاری اپنے بیٹے کی شگفتہ مزاجی کا تذکرہ اپنے ایک مضمون''حاضر جوابیاں

والا جوابیاں میں اس خوبصورتی سے کرتی ہیں کہ قاری کے لبوں پر بے اختیاری ہنسی کے شرارے پھوٹنے لگتے ہیں:

''ایک روز صاحبزادے آئے نئی قمیض پہنی ہوئی تھی ۔ دیکھ کر ہمارا جی خوش ہوا لیکن جب پوچھا کہ کتنے کی ہے، فرمایا صرف ایک ہزار روپے کی دل جل گیا۔ اس لیے کہ قمیض اس قدر قیمتی نہ تھی ۔لہذا کنفرم کرنے کو پوچھا ،بھئی سچ سچ بتاؤ کتنے کی ہے ۔۔۔۔دانت نکال کر بولا صرف 800 روپے باقی واپس کیے ہیں جب کہ میرا ہزار کا پورا نوٹ رکھ لیا۔''(۵)

مسرت لغاری کا تمام تر فکری نظام زندگی سے مشابہ اور مستعار لیا ہوا ہے۔ زندگی کی بے شمار سمتیں ہوا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مزاحیہ تحریروں میں ڈرامائی اور افسانوی انداز نمایاں نظر آتا ہے۔ زندگی اور معاشرے کو دور بینی سے دیکھنے اور اپنی قوت مشاہدہ کو بروے کار لا کر وہ معاشرے کی دکھتی ہوئی نبض کو چھیڑتی چلی جاتی ہیں۔ وہ بہت شائستہ اور مہذب انداز میں مسائل کا نہ صرف احاطہ کرتی ہیں بلکہ افراد کے ضمائر کو بھی جھنجھوڑتی ہیں۔ بظاہر لگتا ہے کہ ایک مزاح نگار مزاح لکھ رہی ہے جبکہ وہ تو سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اپنا درد اور کرب بیان کرتے ہوئے ایک حقیقت نگار کی حیثیت سے معاشرتی نظام میں موجود اخلاقی برائیوں اور خامیوں کو طنز و مزاح کے آئینے میں دکھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ مسرت لغاری کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہوئے محسوس ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کی دکھتی رگوں پر کمال مہارت سے نہ صرف ہاتھ رکھنا جانتی ہیں بلکہ متعلقہ حالات و واقعات کو طنزیہ و مزاحیہ پیرائے میں سپردِ قرطاس بھی کر سکتی ہیں۔ تاہم اس سلسلے میں وہ ہمیشہ شگفتگی اور تہذیب کا دامن تھامے رکھتی ہیں۔

فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ مزاح کے تقریباً تمام فنی خ ح ربوں کا استعمال خوبی کے ساتھ کرتی نظر آتی ہیں۔ فنی حربوں میں موازنہ، تضاد و تقابل، لفظی بازی گری، صورت واقعہ، منظوم و منثور تحریف، تشبیہات اور استعارات وغیرہ سے بھرپور انداز میں اپنے مافی الضمیر کو اجاگر کرتی ہیں۔ یہاں ان کی تحریروں میں فنی حربوں کے استعمال کی جھلک دیکھنے کے لیے چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

''یا الٰہی خیر۔۔۔۔یوں لگتا ہے ہماری شادی کسی دولہے سے نہیں چولہے سے ہونے جا رہی ہے۔''(۶)

اگر فارن پلٹ ہوں تو کیا بات ہے۔ ہم فوراً پلٹ ثابت نہیں ہوں گے۔''(۷)

دولہے اور چولہے کے الفاظ میں لفظی مناسبت اور مماثلت کا حسن اپنی جگہ لیکن اس جملے میں

دلہن کی متوقع پیش آمدہ حالت زار کی تصویر کشی بھی خوب کی گئی ہے۔ اسی طرح فارن اور فوراً کے الفاظ میں صوتی تاثر کے ذریعے مزاح پیدا کیا گیا ہے۔ مزاح نگاری میں لفظی مزاح ایک اہم حربہ ہے جسے مسرت لغاری نے کامیابی سے برتا ہے۔

مسرت لغاری نے مزاح پیدا کرنے کے لیے تحریف سے بڑا کام لیا ہے۔ کہیں اصلاح کے لیے کہیں خالص مزاح کے لیے، کہیں تضحیک کے لیے اور کہیں شگفتگی کے لیے۔ انہوں نے نظم و نثر دونوں طرح سے تحریف کی ہے اور صحیح معنوں میں تحریف کا حق بھی ادا کر دیا ہے۔ مسرت لغاری نے نثری تحریف میں رائج اصطلاحات، الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال میں تبدیلی اور ترمیم کی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔ جس سے ان کی تحریف نگاری میں مہارت کا پتہ چلتا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

''بہر حال ہمارے پاس بھی اتنا وقت نہ تھا کہ ناک صاف کرتے
لہذا اُسی حالت زار و قطار میں قطار اندر قطار سطور لکھنا جاری رکھیں۔
جب کہ زکام ہماری ناک میں با قاعدہ ناک مچولی کھیلتا رہا۔'' (۸)

''ایک پنتھ میں تین کاج کا کام ہو جائے گا۔'' (۹)

''سانچ کو آنچ ہے۔'' (۱۰)

مندرجہ بالا نثری تحریف سے مسرت لغاری کی فنی مہارت اور گہرے مطالعہ کا علم ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش اور معاشرتی حالات و واقعات پر کتنی گہری نگاہ رکھتی ہیں اور نثری تحریف کے ذریعے طنز و مزاح کے پیرائے میں سماجی خامیوں اور کوتاہیوں کو آشکار کرتی ہیں۔ منظوم تحریف میں بھی ان کے ہاں اسلوبیاتی مہارت پائی جاتی ہے:

''خدا بیمار سے پوچھے بتا تیری شفا کیا ہے۔'' (۱۱)

''سر اٹھایا تھا کہ سنگ یاد آیا۔'' (۱۲)

مسرت لغاری نے اقبال اور غالب جیسے بڑے شعراء کے اشعار کی کامیاب منظوم تحریف کی ہے۔ اس سے ان کے وسیع مطالعہ اور شعری شعور کا علم ہوتا ہے۔ مسرت لغاری نے دلفریب انداز میں اپنے تمام تر موضوعات کو طنز و مزاح کے جملہ حربوں کو تمام تر فنی تقاضے نبھاتے ہوئے برتا ہے۔ تاہم ان کی تحریر سے کماحقہ حظ اٹھانے کے لیے قاری کو بھر پور پس منظری مطالعے کی ضرورت رہتی ہے کیونکہ اُن کا مطالعہ بذات خود وسیع ہے اور ان کی تحریروں پر انگریزی، پنجابی، سرائیکی اور ہندکو ادب کے اثرات بھی موجود ہیں۔ لیکن ان زبانوں کے بکثرت استعمال سے کہیں بھی اُن کا انداز نگارش بے جان یا بے رنگ نہیں ہونے پاتا بلکہ تحریر کی سادگی، دلکشی، شگفتگی اور مزاح کی چاشنی بھر پور طریقے سے قائم رہتی ہے۔

مسرت لغاری کے اسلوب پر داستانوی انداز کے اثرات بھی ہیں۔ کہانی کہنے کا انداز ان کی

تحریروں میں واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے مجموعی طور پر دیکھا جائے تو مسرت لغاری کی تحریروں میں خالص مزاح نگاری کے ساتھ ساتھ طنز کی خوب صورت آمیزش موجود ہے جنھیں ایک دوسرے سے جدا کر کے دکھانا مشکل ہے۔ موضوعات کا جس قدر تنوع ان کی تحریروں میں پایا جاتا ہے وہ بہت کم لکھاریوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اُن کی طنزیہ اور مزاحیہ تحریروں سے ذہنی اور روحانی سطح پر مسرت کشید کی جاسکتی ہے تاہم اُن کے طنزیہ اسلوب میں اصلاحی مقاصد واضح طور پر محسوس ہوتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مشتاق احمد یوسفی، چراغ تلے، کراچی: مکتبہ دانیال، اشاعت ہشتم، ۱۹۹۳ء، ص:۱۵

۲۔ مسرت لغاری، فائدوں کے نقصانات، راولپنڈی: لاریب پبلشرز، جنوری ۱۹۹۱ئ ص:۵۷

۳۔ مسرت لغاری، تبسم زیرلب، راولپنڈی: لاریب پبلشرز، جنوری ۱۹۹۰ئ ص:۲۰۹

۴۔ مسرت لغاری، عقل داڑھ، راولپنڈی: ایس ٹی پرنٹرز، اکتوبر ۲۰۱۳ئ ص:۷

۵۔ ایضاً ص:۲۹۰

۶۔ مسرت لغاری، تبسم زیرلب ص:۹۷

۷۔ ایضاً ص:۱۳۶

۸۔ مسرت لغاری، عقل داڑھ، ص:۳۹۱

۹۔ ایضاً ص:۱۴۲

۱۰۔ مسرت لغاری، تبسم زیرلب ص:۱۷۵

۱۱۔ مسرت لغاری، فائدوں کے نقصانات، ص:۱۶۵

۱۲۔ مسرت لغاری، تبسم زیرلب، ص: ۲۰

☆......☆......☆